حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط

۲۔ محاذِ عراق و عجم

از

جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارقؔ
(استاذ ادبیات عربی۔ دہلی یونیورسٹی)

(۱۲)

"ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ خط نمبر ۱۲ اگست کے بُرہان میں کتابت ہونے سے رہ گیا تھا اس کا مضمون ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔" (برہان)

"عبداللہ عمر بن خطاب کی طرف سے عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ) کو، واضح ہو کہ فارسیوں نے اَہواز، تُستَر، سُوس، مَنَاذِر اور دوسرے اہم مقاموں میں فوج جمع کی ہے اور عن قریب مسلمانوں پر حملہ کے لئے نکلنے والے ہیں۔

(۲) اِس خط کے مضمون سے واقف ہو کر فوراً ایک فوج تیار کرو، بصرہ کے جو لوگ جانے کے لئے تیار ہوں ان کا خیر مقدم کرو اور جہاں تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ تعداد میں فوجیں فراہم کرو۔

(۳) جب فوج مرتب ہو جائے تو بلا تاخیر لڑنے نکل کھڑے ہو۔

(۴) جب دشمن کے علاقہ میں پہنچو تو کسی اور مشورہ پر عمل کئے بغیر سب سے پہلا کام یہ کرو کہ ان کو دینِ حق کی دعوت دو اور جو شخص اس دعوت کو قبول کرے اس کی جان مال اہل و عیال کو امان دو۔

(۵) اس بات کا خوب دھیان رہے کہ اس کی دولت سے تم صرف جائز حد کے اندر فائدہ اُٹھا سکتے ہو۔

(۶) اس دِل کو برابر راہِ راست پر رہنے کی تاکید کرتے رہو۔

(۷) لشکر کو مسلسل لڑنے پر مجبور نہ کرو جو ان کا دل اُکتا جائے۔

(۸) ان کو چاہیئے کہ ہر جنگ میں خلوص اور لگن سے شریک ہوں۔

(۹) سب کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور سب کے ساتھ انکسار سے پیش آؤ۔

(۱۰) تم کو یاد رہے کہ خدا کے ہاں کسی آفریدہ کی وہ عزت و حرمت نہ ہوگی جو اس مسلمان کی ہوگی جس کا اعمال نامہ ہر قسم کے ظلم و ستم سے پاک ہوگا۔

(۱۱) اگر کوئی کسی پر ظلم کرے تو تمھارا فرض ہے کہ ظالم کو سزا دو۔

(۱۲) لوگوں کے بگڑے تعلقات ٹھیک کرنے سے کبھی گریز نہ کرو۔

(۱۳) مسلمانوں کو قرآن خوانی کی تاکید کرو اور خدا کی سزا سے ڈراتے رہو۔

(۱۴) ان کو ایامِ جاہلیت کے میلانات اور طور طریق سے بھی روکو کیوں کہ ان باتوں سے دلوں میں کینے پیدا ہوں گے اور پُرانی عداوتیں تازہ ہوں گی۔

(۱۵) پسر قیس! تم کو یہ بھی یاد رہے کہ خدا نے "دینِ حق" کے ماننے والوں کی کامیابی اور فتح کا ذمہ لیا ہے، لہٰذا ایسی زندگی گذارو کہ خدا تم سے خوش رہے، ایسا نہ ہو کہ تمہاری بدکرداری سے وہ اپنی نظرِ کرم ہٹالے اور کوئی دوسری قوم اس کی عنایت کی مستحق ہو جائے۔" (فتوح اعثم صفحہ ۶۲)

۱۲۵ و ۱۲۶ ابوموسیٰ اشعری کے نام

جب سُوس فتح ہوا اور مسلمان قلعہ میں داخل ہوئے تو وہاں شاہی محل کے ایک کمرہ میں زربفت میں لپٹی ہوئی ایک لاش پائی۔ لاش کے پاس بہت سا روپیہ اور ایک تحریر رکھی تھی جس میں تھا: اگر کسی کو روپیہ کی ضرورت ہو تو وہ یہاں سے میعاد مقررہ کے لئے قرض لے سکتا ہے، اگر وقت پر روپے واپس نہیں کرے گا تو کوڑھی ہو جائے گا۔" ابوموسیٰ نے لاش کے بارے میں تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ حضرت دانیالؑ کی ہے۔ سوس میں ایک سال بارش نہ ہونے سے سخت قحط پڑا، شہر کے باشندوں کو معلوم ہوا کہ دانیالؑ کی دعا سے بارش ہو جاتی ہے، دانیالؑ اس وقت بابل میں تھے فارسیوں کا ایک وفد ان کو لینے گیا، مگر وہاں کے اربابِ اقتدار نے حضرت دانیالؑ کو سوس جانے کی اجازت نہیں دی، فارسیوں نے پچاس آدمی بطور ضمانت بابل میں چھوڑے اور حضرت دانیالؑ کو لے آئے، ان کی دعا سے خوب بارش ہوئی اور قحط دور ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد حضرت دانیالؑ سُوس میں وفات پا گئے، ان کی لاش کو بڑے احترام و عقیدت سے شاہی محل میں مومیائی لگا کر جگہ دی گئی۔[۱]

ابوموسیٰ نے لاش اور روپئے کے بارے میں مرکز سے رجوع کیا تو یہ فرمان آیا:۔

"لاش کو کفناؤ اور خوشبو لگا کر نمازِ جنازہ پڑھو، پھر دفن کر دو جس طرح دوسرے انبیاء دفن کئے گئے ہیں۔ جو روپیہ لاش کے پاس ملا ہے، بیت المال میں جمع کر دو۔"[۲]

خط کا دوسرا نسخہ:۔

"لاش کو غسل دو، حنوط لگاؤ اور کفن پہناؤ، پھر جنازہ کی نماز پڑھو اور دفن کر دو۔"[۳]

[۱] اعثم ص۲۷ و فتوح البلدان ص۳۸۶ [۲] کتاب الاموال، قاسم بن سلام مصر ص۳۴۳ و کنز العمال ۳۱۰/۶
[۳] جنائز مروزی۔ کنز العمال ۳۱۰/۶

۱۲۷۔ ابوموسیٰ اشعری کے نام

جب ابوموسیٰ سُوس کے محاصرہ میں مشغول تھے، یزدَجِرد نے فارس کے پایۂ تخت اِصطخر سے ایک فوج سُوس کی مدد کو بھیجی جس میں شاہی خاندان کے ستّر اعلیٰ فوجی افسر تھے۔ یہ فوج ابھی راستہ میں تھی کہ سُوس کے حاکم نے صلح کرلی، اسی اثنا میں ایک دوسری فوج نے رامُہرمز کے پہاڑی شہر پر قبضہ کرلیا اس کے بعد تُستر کا محاصرہ شروع ہوا اور ابوموسیٰ کی درخواست پر ایک بڑی کمک کوفہ سے آگئی۔ یہ فوجی افسر پہلے ہی مسلمانوں کے یقینِ محکم، ڈسپلن اور فتوحات کو دیکھ کر فیصلہ کر چکے تھے کہ ایران کے اقبال کا تارہ غروب ہو چکا ہے۔ سُوس اور رامُہرمز جیسے مستحکم شہروں کی تازہ شکست نے ان کے حوصلے بالکل ہی پست کر دئے۔ انھوں نے مسلمان ہونے کا فیصلہ کرلیا اور دس آدمیوں کا ایک وفد ابوموسیٰ کے پاس آیا جو اس وقت تُستر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ وفد کے لیڈر سِیَرویہ اُسواری نے کہا کہ ذیل کی شرطوں پر ہم اسلام لانے کو تیار ہیں:

(۱) آپ کے ساتھ مل کر ایرانیوں سے لڑیں گے۔

(۲) آپ کی باہمی لڑائیوں میں غیر جانب دار رہیں گے۔

(۳) اگر کوئی عرب قبیلہ ہم سے لڑے گا تو آپ ہماری مدد کریں گے۔

(۴) ہم جس شہر میں چاہیں گے آباد ہوں گے۔

(۵) ہم جس قبیلے سے چاہیں گے وابستہ ہوں گے۔

(۶) ہم کو ممتاز درجہ کا وظیفہ (شرف عطار) دیا جائے گا۔ اور

(۷) آپ کا خلیفہ ہمارے عہدنامہ پر دستخط کرے گا۔

ابوموسیٰ نے کہا یہ شرطیں انوکھی ہیں، مسلمان ہو جاؤ، پھر تم حقوق اور پابندیوں میں دوسرے مسلمانوں کے برابر ہو گے۔ وفد راضی نہ ہوا اور ابوموسیٰ نے یہ سب باتیں مرکز کو لکھ بھیجیں، حضرت عمر کا جواب آیا کہ فارسیوں کے مطالبے منظور کرلو۔ یہ سارے شہسوار مسلمان ہو گئے اور تُستر کے

محاصرہ میں مسلمانوں کے دوش بدوش لڑنے لگے۔ ایک دن ابو موسیٰ نے ان کے لیڈر سیاہ سے کہا کہ میں سمجھتا تھا تمہارے ساتھی کارہائے نمایاں کر کے دکھائیں گے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے تم لوگ ادنیٰ دل سے لڑتے ہو۔ سیاہ نے کہا: ہم ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں، ہمارے دل میں وہ لگن نہیں جو آپ کے دل میں ہے، نہ ہمارے سامنے وہ مفاد ہے جو آپ کے پیشِ نظر ہے، اس کے علاوہ آپ نے ہم کو "ممتاز درجہ" کا وظیفہ بھی نہیں دیا ...... ابو موسیٰ نے مرکز کو ان حقائق سے آگاہ کیا تو خط آیا:۔

"ان شاہی فارسی افسروں کی شجاعت اور مرتبہ کا اندازہ رکھتے ہوئے ان کے لئے سب سے اونچے درجہ کا وظیفہ مقرر کرو، جتنا زیادہ سے زیادہ کسی دوسرے عرب کو دیا گیا ہو۔" (مدائنی۔ طبری، ۴/۲۱۸-۲۱۹، فتوح البلدان صفحہ ۳۸۰)

اس فرمان کے زیر اثر ابو موسیٰ نے سو افسروں کو درجہ اول کا وظیفہ دیا یعنی دو ہزار درہم سالانہ، اور چوٹی کے چھ آدمیوں کو "ممتاز درجہ" دیا یعنی دو ہزار پانچ سو درہم سالانہ۔ کچھ دن بعد ان کے لیڈر سیاہ نے جان پر کھیل کر ایک چال چلی جس سے قلعہ فتح ہو گیا۔

۱۲۸۔ ابو موسیٰ اشعری کے نام

اہواز کے دو شہروں میں مقابلہ بہت سخت ہوا۔ مناذر اور تُستَر یہاں کے نہایت مسلح اور قلعہ بند لوگوں نے آخر وقت تک ہتھیار نہ ڈالے حسن بصری راوی ہیں کہ جب تُستَر زورِ شمشیر فتح ہوا تو مسلمانوں نے شہر کے باشندوں کو غلام بنالیا، جن میں حاملہ عورتیں بھی تھیں۔ حضرت عمر کو اس کی خبر ہوئی تو انھوں نے لکھا:۔

"کوئی مسلمان حاملہ عورت سے اس وقت تک ہم بستر نہ ہو جب تک اُس کے بچہ نہ ہو جائے، مسلمانو! مشرکوں کے نطفہ میں نطفہ نہ ملاؤ، کیوں کہ نطفہ سے بچہ بنتا ہے۔" (ازالۃ الخفاء، ۲/۱۱۵، وکنز العمال ۵/۱۶۹)

۱۲۹۔ ابو موسیٰ اشعری کے نام

ذیل کا خط حضرت عمر کے ان بہت سے اجتہادات میں سے ایک ہے جن کی بنیاد نہ تو قرآن کے مدنی قوانین پر ہے اور نہ سنتِ رسول پر بلکہ جو وقت اور ضرورت کے تقاضوں سے اجتماعی فلاح کے لئے وجود میں آئے تھے اور جن کو ایجاد کرنے والا مجتہد پورے خلوص سے یہ سمجھتا تھا کہ اسلام کا مزاج ان کا متحمل ہو سکتا ہے۔ ابو موسیٰ اشعری نے لکھا کہ جب مسلمان تاجر دار الحرب کو جاتے ہیں تو وہاں کی حکومت ان سے دس فی صدی تجارتی ٹیکس لیتی ہے۔ کیا ہم بھی دار الحرب سے آنے والے تاجروں پر ٹیکس لگائیں؟ حضرت عمر نے اس کی اجازت ہی نہ دی بلکہ تجارتی ٹیکس کا ایک ضابطہ مقرر کیا جس میں حربی، ذمّی اور مسلمان سب کو شامل کیا:-

"جب حربی تاجر ہمارے علاقہ میں آئیں تو اُن سے دس فیصدی ٹیکس لو جو مسلمان تاجروں سے دار الحرب میں لیا جاتا ہے۔

(۲) ذمی تاجروں سے پانچ فی صدی وصول کرو۔ اور

(۳) مسلمان تاجروں سے جب اُن کا مال دو سو درہم قیمت کا ہو تو ڈھائی فی صدی کے حساب سے ٹیکس لیا جائے، پھر ہر چالیس درہم کے مال پر ایک درہم کی شرح سے ٹیکس بڑھاتے رہو" (کتاب الخراج یحییٰ بن آدم قرشی صفحہ ۱۷۲)

۱۳۰۔ زیاد بن حُدیر کے نام

ابھی ہم نے پڑھا کہ حضرت عمر نے حربی تاجر کے مال پر دس فیصدی ٹیکس مقرر کیا تھا جس کا مدعا بظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ دار الاسلام میں حربی تاجر کا داخلہ ہونا وجوبِ ٹیکس کے لئے کافی تھا اور مدتِ قیام کا ٹیکس سے کوئی تعلق نہ تھا۔ لیکن ایک دوسری روایت اس بات کی خبر دیتی ہے کہ ٹیکس کی مذکورہ شرح یعنی دس فی صدی اس حالت میں تھی جب حربی تاجر، اسلامی حکومت میں چھ

ماہ یا اس سے کم رہتا، اگر اس کو ایک سال تک رہنا پڑتا تو ٹیکس کی شرح کم ہو کر پانچ فی صدی ہو جاتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلا خط لکھتے وقت حربی تاجر کی مدتِ قیام کا پہلو خلیفہ کے ذہن میں نہ تھا پھر جب ان کی توجہ اس طرف دلائی گئی اور ان کو محسوس ہوا کہ تاجر کا زیادہ دن پردیس میں رہنا مالی اور ذہنی ہر دو اعتبار سے اس پر بار بن جائے گا تو انھوں نے اس کے حق میں رعایت ضروری سمجھی۔ عراق و شام کے تجارتی ٹیکس کے نگرانِ اعلیٰ زیاد بن حُدَیر راوی ہیں کہ میں نے مرکز کو لکھا کہ بعض حربی تاجروں کو (غالباً سامان نہ بکنے کی صورت میں) بہت دن تک اسلامی حکومت میں رُکنا پڑتا ہے، کیا ان سے بھی اتنا ہی ٹیکس لیا جائے جتنا ان تاجروں سے جو جلد مال بیچ کر وطن لوٹ جاتے ہیں؟

جواب آیا

"حربی تاجر اگر اسلامی حکومت میں چھ ماہ سے کم رہیں تو ان سے دس فی صدی ٹیکس لیا جائے، لیکن اگر ان کو ایک سال رہنا پڑے تو پانچ فی صدی وصول کیا جائے۔" (کتاب الخراج، یحییٰ بن آدم قرشی، مصر ۱۳۴۷ھ صفحہ ۱۷۲)

۱۳۱-۱۳۴۔　　ابو موسیٰ اشعری کے نام

"نمازِ ظہر اس وقت پڑھو جب سورج وسطِ آسمان سے ذرا ہٹ جائے۔

(۲) عصر اس وقت جب سورج ڈھلنے لگے، مگر ہنوز روشن اور تیز ہو۔

(۳) مغرب اس وقت جب سورج غروب ہو جائے۔

(۴) عشاء اس وقت جب شفق غائب ہو جائے۔

(۵) عشاء کی نماز آدھی رات تک پڑھی جا سکتی ہے، اس سے زیادہ دیر کرنا مناسب نہیں ہے۔

(۶) نماز فجر اس وقت پڑھو جب ستارے روشن اور گھنے ہوں، فجر کی قرارت لمبی ہونی چاہیئے۔

(۷) یہ یاد رہے کہ دو نمازوں میں بلا عذر جمع کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

(جامع عبدالرزاق وابن ابی شیبہ۔ کنزالعمال ۴/۱۰۷)

دوسرا نسخہ:۔

"نماز ظہر پڑھو جب سورج بیچ آسمان سے ہٹ جائے۔

(۲) عصر جب سورج کی چمک دمک برقرار ہو۔

(۳) مغرب جب سورج غروب ہو جائے۔

(۴) عشاء شفق غائب ہونے کے بعد آدھی رات تک، یہی مسنون طریقہ ہے۔

(۵) فجر کی نماز اس وقت پڑھو جب اندھیرا ہو اور نماز میں قرارت لمبی ہونی چاہیئے" (کنزالعمال ۴/۱۰۷)

تیسرا نسخہ:۔

"نماز ظہر اُس وقت ادا کرو جب سورج بیچ آسمان سے ذرا ہٹ جائے۔

(۲) عصر اس وقت جب سورج روشن اور چمکدار ہو اور اس میں زردی نہ آئی ہو۔

(۳) مغرب اس وقت جب سورج چھپ جائے۔

(۴) عشاء کی نماز نیند آنے تک مؤخر کی جا سکتی ہے۔

(۵) فجر کی نماز اس وقت ادا کرو جب ستارے نمودار ہوں اور اس میں دو لمبی سورتیں یعنی طوال مُفَصّل تلاوت کرو" (جامع عبدالرزاق۔ کنزالعمال ۴/۱۹۶)

۱۳۵ ابو موسیٰ اشعری کے نام

"مغرب کی نماز میں قِصارِ مفصّل، عشاء میں وسطِ مفصّل، اور فجر کی نماز میں طِوالِ مفصل تلاوت کیا کرو۔" (جامع عبدالرزاق، ابن ابی داؤد۔ کنز العمال ۴/۲۰۶)

۱۳۶-۱۳۷ ابو موسیٰ اشعری کے نام

مُجاشع بن مسعود سُلمی بصرہ کے سربرآوردہ بزرگوں میں تھے۔ ابتدائی فتوحات میں سالارِ افواج کی حیثیت سے انھوں نے نمایاں حصہ لیا تھا، اہواز کے بعض اضلاع کے کلکٹر بھی رہے تھے۔ اُن کی بیوی خُضَیرا نے گھر سجایا اور پردے لگائے۔ کہا جاتا ہے ان سے پہلے بصرہ میں کسی نے پردے نہیں لگائے تھے۔ کسی حریف نے اس بدعت کی خبر خلیفہ کو کردی اور جیساکہ سب کو معلوم ہے ان کی طبیعت پر ہر تکلف بار تھا، چنانچہ انھوں نے ابو موسیٰ کو لکھا:-

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ خُضیرا نے اپنا گھر پردوں سے سجایا ہے۔ میرا خط پاکر اس کے پردہ پھاڑ ڈالو، خدا اس کے گھر کا پردہ چاک کرے!"

(ابن عساکر۔ کنز العمال ۷/۱۴۷)

دوسری روایت ہے کہ خط گورنر کی بجائے خُضیرا کے شوہر یعنی مُجاشِع کے نام تھا:-

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہاری بیوی خضیرا نے اپنے گھر میں پردے لگائے ہیں جس طرح خانۂ کعبہ میں لگائے جاتے ہیں۔ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ میرا خط پاتے ہی سارے پردے پھاڑ دو، خدا اس گھر کو بے حرمت کرے!"[1]

---

[1] جامع عبدالرزاق و شُعَب الایمان بیہقی۔ کنز العمال ۷/۱۴۷

۱۳۸۔ ابو موسیٰ اشعری کے نام

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ نئے اسلامی مرکزی شہروں میں حماموں کا رواج ہوتا جا رہا ہے۔ اس باب میں میری تاکید ہے کہ کوئی شخص بغیر تہبند باندھے حمام میں نہ جائے اور جب تک وہاں رہے خدا کا کوئی نام زبان سے نہ نکالے اور دو شخص بیک وقت ایک حوض میں نہ نہائیں" (جامع عبدالرزاق، وابن ابی شیبہ و شُعَبُ الایمان بیہقی۔ کنزالعمال ۵/۱۳۶)

۱۳۹۔ ابو موسیٰ اشعری کے نام

"سنت کو خوب سمجھو بوجھو۔
(۲) عربی زبان میں مہارت پیدا کرو۔
(۳) قرآن کو صحیح عربی اور لہجہ میں پڑھو۔
(۴) مَعَدّی طور طریق اختیار کرو[1]، کیوں کہ تم مَعَدّ (بن عدنان) کے خاندان سے ہو" (ابن ابی شیبہ۔ کنزالعمال ۵/۲۲۵)

۱۴۰۔ ابو موسیٰ اشعری کے نام

"بصرہ کے لوگوں کو تاکید کرو کہ
(۱) عربی سیکھیں، ایسا کرنے سے اُن کو صحیح بول چال کا سلیقہ آئے گا۔
(۲) ان کو عربی اشعار جمع کرنے اور ایک دوسرے کو سنانے کی بھی

---

[1] یعنی مَعَد بن عدنان کی طرح محنت، مشقت اور سادگی کی عادت ڈالو، مَعَد بن عدنان شمالی جزیرہ عرب کا سب سے پُرانا خاندان تھا، شمالی عرب کے قبیلے اسی خاندان کی اولاد سے تھے۔

تلقین کرو، کیوں کہ عربی اشعار اخلاق و جذبات کو سنوارنے والے خیالات سے مالا مال ہیں۔" (ابن الانباری۔ کنز العمال ۵/۲۴۱)

۱۴۱ ابوموسیٰ اشعری کے نام

ابو موسیٰ نے اپنے سکریٹری کو حضرت عمر کے نام خط املا کرایا تو اس نے لکھا: من موسیٰ الی عمر، لکھنا چاہیئے تھا: من ابی موسیٰ الی عمر۔ حضرت عمر کو اس فحش غلطی پر بہت غصہ آیا اور انھوں نے گورنر کو لکھا:

"میرا خط پاکر اپنے سکریٹری کے ایک کوڑا مارو اور اس کو نوکری سے الگ کردو۔" (فتوح البلدان مصر ص۳۵۴، وابن الانباری وابن ابی شیبہ۔ کنز العمال ۵/۲۴۲، وفیات ابن خلکان۔ اس خط میں سزا کی وجہ نہیں ہے جو ہونا چاہیئے تھی، ایسا معلوم ہوتا ہے یہ اس خط کا ایک ٹکڑا ہے جس میں حضرت عمر نے سکریٹری کی غلطی کا ذکر کیا ہوگا)

۱۴۲ ابوموسیٰ اشعری کے نام

راوی خط کی شانِ نزول یہ بتاتے ہیں کہ ایک سورما کو ابو موسیٰ نے کسی وجہ سے مالِ غنیمت کا پورا پورا حصہ نہیں دیا، وہ بگڑا اور ابو موسیٰ سے کچھ ترش باتیں کیں، ابو موسیٰ نے غصہ ہو کر اس کے بیس کوڑے لگوائے اور اس کے لمبے بال کٹوا دئے۔ یہ شخص بال لے کر حضرت عمر کے پاس آیا اور ان کا لچھا جیب سے نکال کر خلیفہ کے سینہ پر دے مارا۔ خلیفہ نے حیرت سے وجہ پوچھی تو اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ حضرت عمر کو ابو موسیٰ کی سختی بُری لگی اور انھوں نے یہ خط بھیجا:۔

سلام علیک۔ فلاں بن فلاں نے مجھ سے تمہاری یہ یہ شکایت کی ہے۔ میں قسم دے کر کہتا ہوں کہ اگر تم نے اس کو سب کے سامنے سزا دی ہے تو تم بھی سب کے سامنے بیٹھو اور اس کو بدلہ لینے دو،

اور اگر تم نے اکیلے میں اس کو سزا دی ہے تو اسی حالت میں اس کے سامنے بیٹھ کر اُس کو قصاص دو۔" (سنن بیہقی۔ کنز العمال ۷/۲۹۹، مُحلّی ابن حزم، مصر، ۱۳۵۱ھ ۹/۳۷۹۔ مُحلّی میں خط کی عبارت کنز العمال سے زیادہ مسخ ہے۔)

۱۴۳ ابوموسیٰ اشعری کے نام

عبداللہ بن عمر کی روایت ہے کہ حج یا عُمرہ کے موقع پر ایک شخص حضرت عمر کے پاس روتا ہوا آیا اور کہا کہ میں نے شراب پی تھی، اس کی پاداش میں ابوموسیٰ نے میرے کوڑے مارے، میرا سر منڈوایا، میرا منہ کالا کرا کے سڑکوں پر گشت کرایا اور منادی کرادی کہ کوئی میرے ساتھ نہ تو کھائے پیئے اور نہ اُٹھے بیٹھے۔ اس رسوائی سے میں ایسا دارفتہ ہوں کہ کبھی دل چاہتا ہے کہ ابوموسیٰ کو مار دوں، کبھی سوچتا ہوں آپ سے ملوں اور آپ مجھے شام بھجوادیں جہاں کوئی مجھے جاننے والا نہ ہو اور کبھی ہوک اٹھتی ہے کہ دار الحرب چلا جاؤں اور غیر مسلموں کے ساتھ زندگی گذار دوں۔

راوی کہتا ہے حضرت عمر یہ شکایت سن کر آب دیدہ ہو گئے، اس آدمی کو دلاسا دیا اور یہ پُرعتاب خط گورنر کو لکھا:۔

"سلام علیک، واضح ہو کہ فلاں بن فلاں تیمی نے مجھ سے تمہاری زیادتیوں کی شکایت کی۔ خدا کی قسم اگر تم نے پھر کبھی یہ حرکت کی (یعنی شراب نوشی کی سزا میں سر منڈوایا اور منہ کالا کرا کے سڑکوں پر گشت کرایا) تو میں بھی تمہارا منہ کالا کرا کے سڑکوں پر گشت کراؤں گا۔ اگر تم میری دھمکی آزمانا چاہتے ہو تو پھر یہ حرکت کر کے دیکھ لو[1]۔" (کنز العمال ۳/۱۰۷)

---

[1] کنز العمال ۳/۱۰۷

۱۴۴- ابوموسیٰ اشعری کے نام

"واضح ہو کہ خدا کی نظر میں سب سے زیادہ سرخرو اور خوش نصیب حاکم وہ ہے جس کی خدمت سے رعیت کو سکھ اور آرام ملے۔ اور خدا کی میزان میں وہ حاکم سب سے زیادہ بدبخت ہے جس کی بداعمالیوں سے رعیت تباہ و برباد ہو۔

(۲) خبردار، تن آسانی اور شکم نوازی تمھارا مقصدِ حیات نہ ہو جائے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو یقیناً تمھارے ماتحت بھی ایسا ہی کریں گے اور تمہاری مثال اُس چوپائے کی سی ہوگی جو گھاس کا ہرا بھرا میدان دیکھے اور موٹا ہونے کے لئے اس میں گھس جائے، حالانکہ موٹاپے میں اس کی موت مضمر ہے۔" (کتاب الخراج ابویوسف ص۱۲۱ کی عبارت: وَاِیَّاكَ اَنْ تَزِیْغَ فَتَزِیْغَ عُمَّالُكَ، صحیح نہیں ہے، ہونا چاہیے: وَاِیَّاكَ اَنْ تَرْتَعَ فَتَرْتَعَ عُمَّالُكَ، جیساکہ ازالۃ الخفاء ۱/۵۹ اور کنز العمال ۸/۲۰۹ میں ہے۔ بسند ابن ابی شیبہ اور حِلیہ ابی نُعیم)

۱۴۵- ابوموسیٰ اشعری کے ساتھی صحابہ کے نام

ذیل کے خط کے بارے میں دو باتیں یاد رکھنے کی ہیں، ایک تو یہ کہ اس کی روایت ان مورخوں کی طرف سے ہوئی ہے جو کہتے ہیں کہ اہواز ابوموسیٰ اشعری نے فتح کیا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کو قدیم تاریخوں میں فتوح اعثم اور عہدِ قریب کی تاریخوں میں ناسخ التواریخ نے نقل کیا ہے گویہ بالکل یقینی ہے کہ ناسخ التواریخ کا خط کا مضمون اور اس کا پس منظر اعثم اور ناسخ دونوں میں ایک ہے، فرق بس اتنا ہے کہ اعثم نے صیغۂ غائب میں خط کا ذکر کیا ہے اور ناسخ نے صیغۂ متکلم میں۔ تاریخ الملوک والرُّسُل (طبری) فتوح البلدان (بلاذری) اور اخبار الطوال (دینوری) جیسی پرانی تاریخوں میں نہ تو خط کا ذکر ہے اور نہ ان واقعات

وحوادث کی طرف کوئی اشارہ جو خط کے موجد و محرک ہیں۔ خط کا سیاق وسباق یہ ہے کہ ابو موسیٰ اشعری سُوس فتح کر کے جب تُستر کی طرف بڑھے تو ان کو معلوم ہوا کہ والی اہواز ہُرمُزان اپنے خزانے لے کر تُستر آگیا ہے اور وہاں فارسیوں اور کُردوں پر مشتمل ایک فوج تیار کر لی ہے، اور ایک دوسری فوج یزدجرد نے بھی اس کی مدد کے لئے بھیجی ہے۔ اس کے لشکر کی مجموعی تعداد ساٹھ ہزار اور مسلمانوں کی دس ہزار سے کم بتائی گئی ہے۔ ہونے والی جنگ پر ہُرمُزان کی موت وزیست کا انحصار تھا چنانچہ اُس نے اہواز کا سب سے موزوں شہر تُستر منتخب کیا۔ تُستر دریائے دُجَیل کے کنارہ قدرتی رُکاوٹوں کی اوٹ میں ایک قلعہ بند شہر تھا، اس کی شہر پناہ بہت مضبوط اور بلند تھی۔ ہُرمُزان نے خود اس کی مرمت کرائی اور کھانے پینے کا سامان اور چارہ ذخیرہ کر لیا (اخبار الطوال ص ۱۳۷ لیدن) شہر کے اندر ایک اور قلعہ تھا جو ہفت خوان سے آنکھ ملاتا تھا، یہاں ہُرمُزان کے خزانے اور دفتر تھے، اور یہ اس کا آخری ملجا تھا۔

ابو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کو جب ان حقائق کا علم ہوا تو انھوں نے مرکز سے مدد طلب کی۔ حضرت عمر نے بلاتاخیر کوفہ کے گورنر عمار اور حلوان کے عامل جریر بن عبداللہ بجلی کو فرمان بھیجے کہ فوراً ابو موسیٰ کی مدد کو فوج لے کر جائیں۔ یہ دونوں فوجیں جب پہنچیں تو مسلمانوں کی کل تعداد بیس ہزار ہو گئی، ابو موسیٰ نے اطمینان کا سانس لیا۔ یہ جمعیت ضروریاتِ محاصرہ سے زیادہ سمجھی گئی اور اس کا ایک حصہ دو سالار جریر اور نُعمان بن مُقرِن کی کمان میں رامہرمز کی طرف بھیجا گیا تاکہ وہاں کے باشندوں کو مشرف باسلام ہونے کی دعوت دیں اور اگر اس سمت سے کوئی فوج ہرمزان کی مدد کو آئے تو اس کو تتر بتر کر دیں۔ جریر رامہرمُز کے باہر خیمہ زن ہوئے اور نُعمان شہر کے نواح میں چلے گئے اور کئی قلعے مسخر کئے۔ جب شہر کے لوگوں نے اسلام کی دعوت رد کر دی تو جریر نے گھیرا ڈال دیا، کئی سخت مقابلوں کے بعد شہر کے لوگوں نے ہار مان لی۔ جو لوگ بھاگ سکے وہ بھاگ گئے باقی قید کر لئے گئے اور ان کا سامان اور جانور فوج نے آپس میں بانٹ لیا۔ اس واقعہ کی خبر جب ابو موسیٰ کو ہوئی جو ہنوز تُستر کے محاذ پر تھے تو وہ بہت آزردہ ہوئے اور اکابر فوج سے کہا: میں نے رامہرمُز کے باشندوں کو چھ ماہ کی مہلت اور امان دی تھی تاکہ وہ قبول اسلام کے بارے میں خوب غور کر لیں مگر جریر اور کوفہ کی فوجوں نے جلد بازی کی اور میعاد گذرنے سے پہلے شہر کا محاصرہ کر کے

بزورِ شمشیر اس کو فتح کر لیا اور اہلِ شہر کے بال بچوں، مال و متاع اور مویشیوں کو آپس میں بانٹ لیا۔ اس سنگین معاملہ میں آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا: آپ صورتِ حال سے خلیفہ کو مطلع کیجئے اور ان کے فیصلہ کے مطابق عمل کیجئے۔ یہی کیا گیا۔ حسب توقع حضرت عمرؓ کو افواجِ کوفہ کی دست درازی ناگوار گذری، تاہم ان کے لئے یہ باور کرنا ہی دشوار تھا کہ جریر اور ان کی فوج نے سالارِ اعلیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کی ہوگی۔ معاملہ نازک اور تحقیق طلب تھا۔ انھوں نے ابو موسیٰ کو خط نہیں لکھا جن کی حیثیت مدعی کی تھی، بلکہ فوج کے ممتاز صحابہ کی ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی جس میں انس بن مالک، حُذیفہ بن یمان اور بَرَاء بن عازب قابلِ ذکر ہیں:۔

"اس حادثہ کی کھوج کیجئے۔ یہ معلوم کیجئے کہ ابو موسیٰ نے جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے رامہرمز کے باشندوں کو چھ ماہ کی مہلت دی تھی یا نہیں اور آیا کوئی تحریری معاہدہ اس باب میں ان سے کیا گیا تھا۔ اس معاملہ میں خاص احتیاط ضروری ہے، ابو موسیٰ سے بھی حلف لیا جائے اور اگر وہ از روئے حلف کہیں کہ انھوں نے چھ ماہ کی مہلت دی تھی تو وہ تمام غلام اور لونڈیاں جو رامہرمز سے لائی گئی ہیں واپس کردی جائیں اور اگر کوئی عورت کسی مسلمان سے حاملہ ہوگئی ہو تو اس کو روک لیا جائے حتیٰ کہ اس کے بچہ پیدا ہو۔ پھر اس کو اختیار ہے چاہے وہ اسلام لاکر مسلمانوں کے ساتھ رہے اور چاہے رامہرمز لوٹ جائے۔" (فتوح اعثم ص۶۵ و ناسخ التواریخ ۴/۲۷۱)

۱۴۶۔ ابوموسیٰ اشعری کے نام

مراسلۂ ذیل کئی کتابوں میں موجود ہے۔ اس کے دو حصّے قائم بالذات خطوں کی حیثیت سے بھی بیان کئے گئے ہیں اور ان دونوں کا ترجمہ برہان میں چھپ چکا ہے۔ پہلے حصّہ کے الفاظ یہ ہیں:۔

"إِنَّهُ لَا يُقِيمُ أَمْرَ اللّٰهِ فِي النَّاسِ إِلَّا حَصِيفُ الْعُقْدَةِ، بَعِيدُ الْغِرَّةِ، لَا يَطَّلِعُ النَّاسُ

منہ علیٰ عورۃ ولا یحابی فی الحق قرابۃ[۳] ولا یخاف فی اللہ لومۃ لائم۔ ۔ ۔ مکتوب الیہ معاویہ یا ابو عبیدہ بن جراح۔

دوسرا حصہ :- اِلزم اربع خصال یسلم لک دینک وتحظ بافضل حظک[۴]۔ اذا حضرک الخصمان فعلیک بالبینات العدول والایمان القاطعۃ، ثم ادن الضعیف حتی ینبسط لسانہ ویجتری قلبہ وتعاھد الغریب فانہ اذا طال حبسہ ترک حاجتہ وانصرف الیٰ اھلہ واحرص علی الصلح ما لم یبن لک القضاء والسلام علیک

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگوں کو ایک ساتھ بلا فرق مراتب بلا لیتے ہو، میرا خط پڑھ کر ملاقات کے اس طریقہ پر عمل کرو۔

(۱) سب سے پہلے اہلِ شرف، اہل قرآن، اہل تقویٰ اور اہل دین کو بلاؤ۔ جب یہ لوگ مجلس میں بیٹھ جائیں تو عام لوگوں کو باریابی کی اجازت دو۔

(۲) آج کا کام کل پر مت اٹھا رکھو ورنہ کام اتنا بڑھ جائے گا کہ تم اس کو ختم نہ کرسکو گے۔

(۳) من مانی (ھوی) سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرو۔ من مانی، دنیا پرستی اور کینہ پروری ایسی برائیاں ہیں جن میں کثرت سے لوگ مبتلا ہیں۔

(۴) محاسبۂ نفس کرو جب تم معاش کی طرف سے بے فکر ہو، کیوں کہ جو خوش حالی میں محاسبۂ نفس کرتا ہے اس کا انجام خوش کن ہوتا ہے، جو زندگی

[۱] شرح نہج البلاغہ ۳/ ۱۱۹ ۔ خصیف العقدۃ کنز العمال ۳/ ۱۶۷ ۔ خصیف العقدۃ
[۲] شرح نہج البلاغہ ـــ بعید القرۃ کنز العمال ـــ بعید الغرۃ
[۳] کنز العمال ـــ لا یحیق علی جرۃ عمر بن خطاب ابن جوزی مصر ص ۹۶ ـــ لا یحیف فی الحق علی جزیہ
شرح نہج البلاغہ ـــ لا یحنق علی جرۃ ازالۃ الخفار ۲/ ۱۷۹-۱۸۰ ـــ ولا یحنق فی الحق علی جرۃ
دوسری روایت ازالۃ الخفار : ولا یحابی فی الحق علی قرابۃ۔
[۴] شرح نہج البلاغہ ـــ وتحیط بافضل حظک ابن جوزی ـــ تحظی بافضل حظک

کی رنگ رلیوں میں پڑا اور خواہشات کا متوالا بنا اس کا انجام ندامت اور حسرت کے سوا کچھ نہیں۔

(۵) خدا کی مرضی کے مطابق وہی شخص حکومت کر سکتا ہے جو محکم تدبیر ہو، نہایت چوکنا اور مستعد ہو، جو حق و انصاف کے معاملہ میں عزیز و اقارب کی رعایت نہ کرے، جس کا چال چلن عوام کی نظر میں بے داغ ہو، جو صحیح بات کہنے یا صحیح کام کرنے میں کسی ملامت کی پرواہ نہ کرے ——

(۶) چار باتوں پر عمل کرو، تمھارا دین سلامت رہے گا اور دنیا و آخرت میں بھی کامیاب رہوگے۔

(الف) جب دو آدمی کوئی مقدمہ لائیں تو مُدّعی سے گواہ عادل طلب کرو اور مُدّعیٰ علیہ سے قطعی حلف لو۔

(ب) مظلوم کے ساتھ ہمدردی سے پیش آؤ (شرح نہج البلاغۃ مصر، مظلوم کو اپنے سے ملنے کا موقع دو) تاکہ اس کی زبان کھلے اور ہمت بڑھے۔

(ج) پردیسی کے ساتھ التفات برتو، کیوں کہ اگر بہت دن تک اس کو رکنا پڑا تو وہ اپنا حق چھوڑ کر گھر لوٹ جائے گا۔

(د) جب تک تمہیں صحیح فیصلہ نہ سوجھے فریقین میں سمجھوتہ کرانے کی ہر ممکن کوشش کرو[1]۔ والسلام

---

[1] شرح نہج البلاغۃ، مصر، ۳/۱۱۹، ازالۃ الخفاء ۲/۱۷۹ - ۱۸۰ و کنز العمال ۳/۱۶۷، عمر بن خطاب ابن جوزی مصر، ص۹۶)